رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لانیوالا اکیلا اخبار

یوم جمعہ مورخہ ۳ اپریل ۱۹۲۷ء

یھدی اللہ لنورہٖ من یشاء

نور

قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے تین روپے (سے ؏)
" ششماہی " " ایک روپیہ بارہ آنہ (عہ؏)
" سالانہ سرپرستوں سے دس روپیہ (للعہ؏)
" معاونین سے پانچ روپیہ (دعہ؏)
" بیرون ہند ۸ شلنگ

مقاصد

۱۔ اسلام کی خوبیوں ا[...] کرنا اور دیگر مذاہب پر ا[...]
۲۔ سکھوں اور آریوں [...] اسلام کے اہم فرائض ک[...]
۳۔ دیگر مذاہب کے حمل[...] صحیح جواب دینا۔
۴۔ راعی اور رعایا کے تعلق[...] اور مستحکم کرنا۔

QADIAN 15 APR 27

KHILAFAT LIBRARY

جلد ۱۸ | ایڈیٹر۔ شیخ محمد یوسف سابق سورن سنگھہ وِدوان برہمچاری | نمبر ۱۲

تین سو کارڈ ابھی تک زیر حراست ہیں

مناسب اصلاح کے بعد "ہندو تمدن و تہذیب پر اسلام کا اثر" والے مضمون کو رسالہ کی صورت میں شایع کرنے کے لئے، اجنوری کو دوستوں کو ۱۶۱۴ جوابی کارڈ ارسال کئے گئے تھے۔ اور ساتھ ہی یہ لکھدیا گیا تھا کہ

"آپکا یہ اخلاقی فرض ہے۔ کہ اس جوابی کارڈ کو صرف مذکورۃ الصدر غرض کے لئے ہی استعمال میں لائیں۔ کسی دوسری غرض کے لئے اس کا استعمال قطعی اخلاقی گناہ ہے۔ آپ کا جواب ہاں یا نہ کے رنگ میں جو کچھ بھی آپ مناسب سمجھیں۔ مجھے فروری کے اول ہفتہ تک ضرور پہنچ جانا چاہیئے۔ مگر ابھی تک ۱۶۱۴ میں سے ۱۲۸۵ کا جواب ہاں اور ۲۹ کا نا میں آیا۔ گویا تین سو کارڈ ابھی تک دوستوں کی زیر حراست ہیں۔ لہذا ان دوستوں کا فرض ہے۔ کہ جو کچھ بھی مناسب سمجھیں۔ جلد از جلد اپنے عندیہ سے مطلع فرماویں۔ جوابی کارڈ پر انہوں نے صرف دو حرف ہی لکھکر ڈاکخانہ میں پوسٹ کر دینا ہیں۔ اور بس۔ پھر یہ تاخیر کیوں؟ یہ لیکچر اسی قدر تعداد چھپوایا جائیگا۔ جس قدر درخواستیں دفتر میں پہنچ جائیں گی۔ بشرطیکہ رسالہ کی خریداری کی تعداد ایکہزار تک ہو۔ اس لیے ان تین سو دوستوں کا فرض ہے۔ کہ وہ مزید انتظاری سے مجھے سبکدوش کرنے کے لئے جلد سے جلد اپنے ارادہ سے مطلع فرماویں اور جس صورت میں ان تین سو کارڈوں کا دوسری غرض کے لئے استعمال اخلاقی گناہ ہے۔ تو اس صورت میں دوستوں پر واجب ہے کہ وہ بہت جلد اس کے جائز استعمال سے سبکدوش ہو جاویں۔ یہ تو ہر ایک خیرخواہ ملت بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس پر آشوب زمانہ میں جبکہ اسلام اغیار کا تختہ مشق بنا ہوا ہے۔ ایسے مفید مضامین اور رسالوں کا شایع ہونا کس قدر ضروری ہے۔

کارڈوں کا ناجائز استعمال

مجھے اس کے اظہار میں سخت قلق ہے۔ کہ باوجود بصراحت کئی بار لکھدینے کے کہ یہ مرسلہ کارڈ صرف مذکورۃ الصدر غرض کے لئے ہی استعمال میں لائے جائیں۔ اور ان کا ناجائز استعمال قطعی اخلاقی گناہ سمجھیں۔ مگر میرے تعجب کی اس وقت کوئی حد نہ رہی۔ جب میں نے یہ معلوم کیا۔ کہ دو شخصوں نے ان کارڈوں کو دوسرے اغراض کے لئے استعمال کیا جو کسی طریقہ سے میرے پاس پہنچ گئے۔

یہ تعجب اس وقت اور بھی حیرت افزا صورت اختیار کر لیتا ہے۔ کہ جب میں دیکھتا ہوں۔ کہ ان دو کارڈوں کے ناجائز استعمال کرنے والے بزرگ کوئی معمولی پوزیشن نہیں رکھتے۔ بلکہ اپنے نام کے ساتھ علی الترتیب بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی۔ اور ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی کے علمی طغرہ ہائے امتیاز سے بھی ممیز ہیں۔ اب دوسروں پر کیا گلہ یہ تو اتفاق حسنہ سے مجھے معلوم ہو گیا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اور کتنے دوستوں نے ان کارڈوں ناواجب استعمال کیا۔ دوستوں کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ یہ کارڈ ان کے پاس بطور امانت ہیں۔ جو اس وقت قریباً ۳۰۰ کی تعداد میں ناجائز حراست میں ہیں۔ اور ان دوستوں کو بہت جلد ان کے صحیح استعمال سے سبکدوش ہو کر اپنے اس اخلاقی فرض کی ادائیگی کا ثبوت دینا چاہیئے۔

ناظرین کو عید مبارک

KHILAFAT LIBRARY

جہاد فی الاسلام

(از قلم جناب مولانا عبدالکریم خان صاحب میرٹھی)

ملحق بہ سابق

"ان لوگوں کو بھی ان دشمنوں سے لڑنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ اس واسطے کہ ان پر ظلم ہو رہا ہے اور کچھ شک و شبہ نہیں۔ کہ اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے یہ وہ مظلوم ہیں جو بیچارے صرف اتنی بات کہنے پر کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔ ناحق ناروا اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ہاتھ سے نہ ہٹواتا۔ تو نصاریٰ کے صومعے اور گرجے یہودیوں کے عبادت خانے اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ہے۔ کبھی کے ڈھا دیئے جا چکے ہوتے۔ (سورہ حج ۳۹، ۴۰)

(۱۲)

حفاظت خود اختیاری کے لئے مدافعانہ جنگ کی اجازت پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ جب کہ ہر حالت میں شرط یہ ہے جس وقت فریق ثانی جبر یا تلوار چھوڑ دے۔ مسلمان کا فرض ہے۔ کہ ایلوقت وہ بھی تلوار ہاتھ سے چھوڑ دے اس معاملہ میں قران نے پھر فرمایا۔ انہیں ان جگہوں سے نکالو۔ جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا۔ اگر وہ لڑائی کرنی چھوڑ دیں۔ تو پھر عداوت رکھنی نہیں چاہیئے۔ (حج ۳۵ و بقر ۱۹۱ ۱۹۳)

اس امر کے ثابت کرنے کے لئے کہ پیغمبر صلعم کی تمام لڑائیاں مدافعانہ تھیں۔ کسی لمبی چوڑی بحث کی ضرورت نہیں۔ پہلے تین جنگوں کے مقام ہی اس بات کا فیصلہ کر دیں گے۔ کہ آپ نے اپنی جان بچانے کے لئے حکم ربی کے تحت مکہ چھوڑا۔ جہاں آپ تیرہ سال تک متواتر طرح طرح کے مظالم کا شکار ہوتے رہے۔ آپ مدینہ گئے۔ لیکن دشمن نے وہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا۔ مکہ اور مدینہ میں بارہ منزل کا فاصلہ ہے۔ پہلی جنگ مقام بدر پر ہوئی۔ جو مکہ سے نو منزل اور مدینہ سے تین منزل دوسری جنگ احد پر ہوا۔ جو مدینہ سے ایک منزل اور مکہ سے گیارہویں منزل پر ہے۔ تیسرے جنگ میں دشمنوں نے دس ہزار آدمیوں کے ساتھ مدینہ کا محاصرہ کیا۔ جنگ کے یہ تین مقام خود ہی فیصلہ کر دیتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کو اپنی حفاظت نے اس تین جنگوں پر آمادہ کیا۔ اس کے بعد ایک حربی حالت عرب میں پیدا ہوئی۔ کبھی ادھر سے حملہ ہوا۔ اور کبھی ادھر سے ہوا۔ لیکن تاریخ میں ایک بھی نظیر ایسی نہیں ملتی جہاں کوئی شخص اسلام قبول کرنے کے لئے مجبور کیا گیا ہو۔ نہ آنحضرت صلعم کے وقت میں نہ صحابہ کرام کے زمانہ میں"۔

فی الاصل "اسلام کو جنگ سے کوئی واسطہ ہی نہیں لفظ اسلام کا مادہ سلم ہے جس کے معنی صلح اور فروتنی کے ہیں۔ جو مذہب دنیا کے لئے صلح کا پیغام لایا ہو جس مذہب کے پیرو ایمانداروں کو منکسر المزاج اور متواضع رہنے کا حکم ہو۔ ان کو جنگ سے کیا تعلق؟

یہی وجہ ہے۔ کہ مسلمانوں نے چپ چاپ گھروں کو املاک کو مکہ میں چھوڑ دیا۔ اور حبش یا مدینہ چلے گئے لیکن ہجرت مدینہ کے بعد آنحضرت کے لئے اب ایسی صورت آپڑی کہ جنگ کے سوا چارہ ہی نہ رہ گیا۔ اگر ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہتے تو نتیجہ یہ ہوتا کہ بکریوں کی طرح ذبح ہو جاتے۔ حضرت مسیح نے اپنے پونے تین سال کے وعظ کے بعد جس ضرورت سے مجبور ہو کر اپنے حواریوں کو حکم دیا تھا۔ کہ کپڑوں لتوں اور نقدی کے بدلے ہتھیار خرید کر مسلح ہو جاویں۔ (متی ۲۷ باب)

اسی ضرورت کی وجہ سے خدائے بزرگ و برتر نے مسلمانوں کی حالت پر رحم فرما کر ان کو بھی چودہ سال تک صبر کرنے ظلم و ستم برداشت کرتے رہنے کے بعد ان حملہ آور دشمنوں کی مدافعت کا حکم دے دیا۔

ایک ایسے ملک میں جہاں جان و مال کے تحفظ کا کوئی بھی ذریعہ نہ ہو۔ جہاں کے جاہل اور وحشی اقوام کی جنگ جوئی خون ریزی ضرب المثل ہو جب تمام باشندے ایک نہتے شخص کے قتل پر متفق ہو جائیں۔ اور اس کے لئے تدبیر بھی یہ کی جائے۔ کہ ہر ایک قبیلہ سے ایک ایک بہادر شمشیر زن کا انتخاب کر لیا جائے۔ اور وہ سب انتقام کے کینہ جوش سے فراہم کئے جائیں تو بدیہی ہے۔ کہ ظاہری اسباب ضروری اس کا بچ جانا امکان سے بالاتر ہے۔ لیکن ان محاصرین کے محاصرہ سے آنحضرت صلعم صاف نکل گئے۔

آپ کا بچ کر مدینہ پہنچ جانا۔ دشمنوں نے اپنی ذلت کا موجب سمجھا۔ اس لئے کینہ کی آگ حسد کی بھٹی میں اور زیادہ تیز ہو گئی۔ اور سب نے سوگندیں کھائیں کہ ہادی اسلام اور ناچیز مسلمانوں کو ضرور ضرور روئے زمین سے محو کر کے رہیں گے۔

نبی صلعم ان خونخوار وحشیوں کی غارت گرانہ عادات سے بخوبی آگاہ تھے۔ حزم و احتیاط کا تقاضہ ہے کہ ایسے خوفناک اور جانستان دشمن کی حرکات و سکنات کی خبر رکھی جائے بیدار مغزی و دور بینی سے دشمن کی تدابیر متعلق فراہمی افواج اور تیاری جنگ کو سرسبز نہ ہو جانے دیا جائے۔ چنانچہ آنحضرت نے اسی پر عمل کیا" لیکن یہ قطعی اور یقینی ہے۔ کہ "کسی جنگ میں بھی مسلمانوں نے ابتدا نہیں کی تمام جنگ صرف حملہ آوروں کو روکنے اور ان کے شر سے بچنے کے لئے کئے گئے تھے۔ نبوت کے تمام زمانہ میں ایک شخص بھی اس لئے قتل نہیں ہوا۔ کہ وہ بت پرست پارسی عیسائی یا یہودی تھا۔"

(۱۳)

تمام ملک عرب میں تنور حرب کے گرم ہونے کا گمان بھی بالکل غلط ہے۔ "تحقیق سے یہ اصلیت بھی منکشف ہے کہ نبی صلعم کے غزوات دوسرا یعنی جنگ صرف ایک نسل کے شخصوں بنو الیاس بن معز سے ہوئے جس نسل سے خود آنحضرت بھی ہیں۔ کوئی بھی محقق یہ نہیں کہہ سکتا کہ نبی صلعم نے عرب بھر میں لڑائی پھیلا دی تھی۔ یا یہ کہ اسلام کو بجبر قبولوانے کے لئے لڑائی کی جاتی تھی۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو عرب کے سینکڑوں کے قبائل میں سے کسی اور کے ساتھ بھی جارحانہ مخاصمانہ یا مدافعانہ طاقت آزمائی ہوتی۔"

تحقیق و تدقیق سے ایک محقق کے لئے پوری پوری وجہ منکشف ہو جاتی ہے۔ کہ فلاں فلاں قبائل کی سرحد پر مسلمانوں نے محاصرہ کیا۔ یا کیوں فلاں قبیلہ کے شخص کی گرفتاری گلے میں آئی جنگ خیبر تک حنین طائف کے بواعث

بھی اس کو معلوم ہو جائیں گے۔ جو احد اور خندق میں مسلمانوں پر حملہ آور ہو چکے تھے۔ الغرض کوئی ایسا قبیلہ یا گروہ نہیں کہ مسلمانوں نے اس پر حملہ کرنے میں ابتدا کی ہو۔ بلکہ جب متعدد بار اس نے حملے کئے تب اس کا انہوں نے جواب دیا ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

(۱۴)

پیغمبر اسلام کی تمام مدنی زندگی بظاہر تمام تر جنگی مہمات میں مصروف نظر آتی ہے۔ لیکن یار و اغیار کا یہ خیال بھی محض خام ہے۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں کی ہر ایک کوشش کا نام جو انہوں نے جنگ سے بچنے کے لئے کی جنگ رکھ لیا گیا ہے۔ یہ شدید غلطی ہے۔ کہ غزواۃ و سرایا کے الفاظ کو لفظ جنگ سے مترادف سمجھا جائے۔ حالانکہ ان کے لغوی معنی قصد اور سیر کے ہیں۔

چنانچہ غزوات و سرایا میں مختلف اغراض کے لئے مختلف ملکی مہمات کے لئے بلکہ شخصی و مقامی واردات بھی شامل ہیں۔ از انجملہ

۱ حملہ آور دشمن کے احوال کی دریافت

۲ گرد آوری تا سرحد حملہ آوران جس کا مقصود دشمن کو مرعوب کر کے ان کو حملہ آوری سے روکنا تھا۔

۳ تعاقب دشمناں

۴ معاہد اقوام کی جانب سے بغاوت غدر بلوے اور ان کے انجام کے علاوہ

۵ تعاقب ڈکیتیاں

۶ سزادہی گروہ ڈکیتی پیشگاں

۷ واقعات مقامی و شخصی

۸ غلط فہمیاں

۹ بت شکنی بمرضی اہل قبایل بعد قبایل اسلام

۱۰ تکمیل معاہدات تبلیغ اسلام و مواعظ کے لئے سفر سب شامل ہیں۔

الحاصل غزوات و سرایا کے تحت میں صرف جنگ ہی درج نہیں کئے گئے۔ بلکہ نبی صلعم یا مسلمانوں کا ہر قسم کا سفر درج ہے ان لڑائیوں کا شمار بہت کم ہے۔

(۱۵)

بالغرض تمام غزواہ و سرایا کو لڑائیاں ہی سمجھ لو اور لڑائی کو جارحانہ ہی تسلیم کر لو اور مان لو کہ سب لڑائیوں کا آغاز اور اقدام مسلمانوں ہی کی جانب سے ہوا تھا۔ پھر بھی لڑائیوں کے نتائج پر غور کرنا ضروری ہوگا۔

فریقین کے مقتولین کی تعداد صرف ایک ہزار اٹھارہ ۱۰۱۸ ہے۔ فی المعروضہ جنگ ۱۱۳ تیرہ ۱۵ سے کم اوسط نکلتی ہے کیا ایسی لڑائیوں کی نسبت کوئی ذی عقل یہ قرار دے سکتا ہے کہ صد ہا سالہ مذاہب کے ترک کرانے اور نئے مذہب کے بجبر قبلوانے کے لئے اور وہ بھی عرب جیسے خونخوار ملک میں کافی موثر ہیں

تعداد اسیران مخالف ۶۵۶۴ کافی معلوم ہوتی ہے مگر یہ تعداد بھی جزیرہ نما عرب کی وسعت کے مقابلہ میں ہیچ ہے اس تعداد کے اندر بڑی تعداد چھ ہزار ایک غزوہ حنین کی ہے۔ اس لئے باقی جنگوں میں اوسط اسیران جنگ (۷) سات رہتی ہے۔ یہ تعداد بھی ایسی نہیں ہے۔ جو تمام ملک کو تبدیلی مذہب پر مجبور کر سکے۔

(۱۶)

اسلام سے پیشتر دنیا میں جتنی قومیں اور سلطنتیں تھیں وہ اسیران جنگ کے ساتھ ایسے وحشیانہ سلوک کرتی تھیں جسے سن کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ لیکن آنحضرت کا طریق عمل صرف دو ہی طرح پر تھا۔ فدیہ لے کر آزاد کر دینا یا بلا کسی فدیہ کے آزاد کر دینا۔

بدترین دشمن اسیران جنگ بدر میں صرف دو سابقہ جرائم کے باعث واجب القتل ٹھیرائے گئے۔ ۷۰ ستر فدیہ لے کر آزاد کر دیئے گئے۔ ان کو مہمانوں کی طرح رکھا گیا اور ان کی خدمت کو بھی زر فدیہ میں محسوب کر دیا گیا بہت سے قیدیوں کے بیانات موجود ہیں جنہوں نے اقرار کیا ہے۔ کہ اہل مدینہ اپنے بچوں سے بہتر ان کی آسائش کا اہتمام کرتے تھے۔

غزوہ بنو المصطلق میں سو سے زیادہ زن و مرد قید ہوئے۔ مگر سب بلا کسی معاوضہ کے آزاد کر دیئے گئے۔ حدیبیہ کے میدان میں ۸۰ حملہ آور قیدی ہوئے تھے ان کو بھی بلا کسی شرط اور بلا کسی جرمانہ کے آزاد فرما دیا جنگ حنین میں چھ ہزار آدمی بلا کسی شرط و جرمانہ کے آزاد ہوئے۔ اور اکثر اسیروں کو آپ نے خلعت و انعام دے کر آپ نے رخصت فرمایا۔ بلکہ اسیر کنندگاں کو اپنی طرف سے معاوضہ ادا کیا۔

غرض ہم کو ان قیدیوں کے متعلق بالتحقیق معلوم ہے۔ کہ ۶۳۴۷ کو نبی کریم صلعم نے از راہ لطف و احسان بلا کسی شرط کے آزاد کر دیا تھا۔ بعض کا تبادلہ بھی ہوا تھا۔ صرف دو قیدی ایسے تھے۔ جو سابقہ جرائم کے پاداش میں قتل کئے گئے تھے۔ ۲۱۵ کی بابت پتہ نہیں۔ لیکن حسن ذات قدسی صفات نے ۶۳۴۷ کے ساتھ لطف و احسان فرمایا تھا۔ اس کے الطاف کریمانہ سے ۲۱۵ ضرور بہرہ ور ہوئے ہوں گے۔ اور اغلب یہ ہے کہ یہ لوگ مسلمان ہو کر مسلمانوں ہی کے اندر رہ گئے ہوں گے۔ اس لئے ان کا شمار رہائی پانیوالوں میں نہیں ہوا۔

جملہ نظائر سے ثابت ہے کہ رحمۃ للعالمین ایسے دشمنوں کے ساتھ بھی جو خود حملہ آور ہوتے تھے۔ قابو اور غلبہ پالینے کے بعد کس قدر الطاف فرماتے تھے۔

نبی کریم صلعم کی اس پاک تعلیم کا ہی اثر تھا۔ کہ خلفاء راشدین کے عہد میں اگرچہ عراق و شام مصر و عرب و ایران اور خراسان کے سینکڑوں شہر فتح کئے گئے مگر کسی جگہ بھی حملہ آوروں جنگ آزماؤں یا رعایا میں سے کسی کو لونڈی غلام بنانے کا مذکور نہیں ملتا۔ مغلوب دشمن سے تاوان جنگ لینے کا بھی کہیں اندراج نظر نہیں آتا۔

اعداد بالا سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ بے دین وحشی عرب کو متدین و مہذب عرب ملحد و بت پرست عرب کو موحد و مسلم ڈکیتی و خونخواری کی وارداتوں کو رد کرنے کے لئے فرانس سے دو چند بڑے ملک میں امن عامہ کو قائم و مستحکم کرنے استبدادیت کو فنا کر کے جمہوریت کے استوار کرنے صدیوں اور نسلوں کی عداوت و مخاصمت کو مٹا کر اخوت اور روحانیت کو قایم کرنے میں صرف ۱۰۱۸ نفوس (فریق مخالف کے صرف ۷۵۹ نفوس) کی قربانیاں کی گئیں اس کے مقابلہ میں فرانس و امریکہ میں جمہوریت کے قایم کرنے میں جس قدر قربانیاں قایم کرنی پڑیں۔ انگلستان کو پارلیمنٹ لینے میں جتنے خون بہانے پڑے ان کے شمار کا بھی ذرا خیال کرنا چاہیئے۔

(باقی آئندہ)

KHILAFAT LIBRARY

شذرات

ایک سنسنی خیز خبر

ہمارے پاس ایک عجیب خبر ضلع کانگڑہ سے آئی ہے ایک صاحب لکھتے ہیں۔ کہ عرصہ سات سال سے ایک عورت بمعہ تین لڑکے لڑکیوں کے مشرف باسلام ہوئی۔ اور اسلام لانے کے بعد ایک مسلمان سے اس نے نکاح کر لیا۔ اور اس کے گھر آباد رہی۔ دو سال کا عرصہ گذرا ہے۔ کہ اس نے اپنی ایک لڑکی کا نکاح ایک مسلمان بابو سے کر دیا۔ اور دو سال کے بعد دوسری لڑکی کی شادی ایک مراسلہ نویس کے گھر کر دی۔ اس نکاح کے آٹھ ماہ بعد ایک آریہ گنڈا رام نامی دہرم سالہ سے وارنٹ لے کر وہاں پہنچا۔ اور لڑکی کو زیر حراست پولیس دہرم سالہ لے گئے ہیں۔ جس سے سب حیران ہیں۔ کہ یہ کیا واقعہ ہے۔ مزید حالات دریافت کرنے کے واسطے وہاں خط لکھا گیا ہے۔ خط لکھنے والے بھی احمدی نہیں ہیں۔ لیکن بلحاظ اسلامی ہمدردی کے ہم چاہتے ہیں۔ کہ ان کی مناسب مدد کی جائے۔ اور اگر ان پر ظلم ہو رہا ہے۔ تو اس سے انہیں چھڑایا جائے اسلامی انجمنیں توجہ کریں۔ کیونکہ اس قسم کے واقعات بہت ہونے لگ گئے ہیں (ناظر امور خارجہ قادیان)

آریہ سماج سناتن دہرم میں جذب ہو رہا ہے

بانی آریہ سماج نے عقیدہ اوتار اور پرانوں کی جس قدر تردید کی ہے۔ ستیارتھ پرکاش کے اوراق اس کے بہترین شاہد ہیں۔ مگر زمانہ کا رنگ دیکھیے کہ وہی ستیارتھ پرکاش کو ویدوں جیسی عظمت دینے والے آریہ اب پرانوں اور اوتاروں کے عقیدہ کے سامنے سر نیاز خم کرکے سناتن دہرم میں جذب ہو رہا ہے۔ ہیں پہلے تو آریہ پرتی ندہی سبہا نے اپنی جدید ٹریکٹ "وید امرت" میں یہ صاف لکھدیا کہ پوران اور وید پرماتما کے منہ سے نکلے ہیں۔ اگر اس قول میں کچھ کمی رہ گئی تھی تو مشہور آریہ اخبار پرتاب کے بلیدان نمبر ۱۶ مارچ کے پرچہ میں بدیں الفاظ اوتار فلاسفی کی صداقت پر مہر لگا دی گئی ہے۔

"راجہ نے پرہلاد کو راہ راست پر لانے کے لئے ایک لوہے کا ستون کھڑا کر کے اس کو آگ سے گرم و سرخ کر دیا۔ پھر پرہلاد کی مشکیں باندہ کر حکم دیا۔ کہ اسے اس ستون سے چمٹا یا جاوے۔ پرہلاد نے رام کی جے کا نعرہ لگایا اور اس سے جا لگا۔ ستون پھٹ گیا۔ اور اس کے اندر سے عجیب مورتی نکلی۔ جس کے سر اور ہاتھ پاؤں تو شیر کے سے تھے۔ اور جسم انسان کا سا تھا۔ اس نے ہرن کشپ کو مار ڈالا۔ پرہلاد صحیح و سلامت رہا۔ اور اس نے مورتی کو ہاتھ جوڑ نمسکار کیا۔ اور مورتی نے جو دراصل نرسنگھ اوتار تھا۔ اس کی شادی موہنی سے کرا دی"!

کیا یہ مذکورۂ الصدر اقتباس ہماری کسی تشریح کا محتاج ہے۔ اس کی موجودگی میں آریہ سماج کو اوتار فلاسفی اور معجزہ کی تردید کا کس طرح حوصلہ پڑ سکتا ہے۔ اور اس اقتباس کے ہوتے ہوئے موجودہ آریہ سماج یہ کس طرح کہہ سکتا ہے کہ آج کا آریہ سماج ضوابط و قواعد کے لحاظ سے وہی آریہ سماج ہے۔ جو آج سے تیس سال قبل تھا ٹھیک جس طرح آج سے تیس سال قبل کے ستیارتھ پرکاش میں بہت فرق ہے۔ اسی طرح تیس سال قبل اور آج کے آریہ سماج میں بھی فرق ہے۔ اگر یہ سلسلہ رفتار جاری رہا۔ تو ایک صدی کے اندر اندر حیرت انگیز تبدیلی کا اظہار ہو گا۔ اب اس وقت مجھے سناتن دہرم کی جے کہنی چاہیئے۔ یا آریہ سماج کی میرے لئے اس کا فیصلہ کرنا ذرا مشکل ہے

مسلمانوں کو مجبور کیا جائے

۹ مارچ کو لاہور آریہ سماج نے بسلسلہ یوم لیکھرام جو جلسہ کیا۔ اس سے مہاشہ رام دیو کے لیکچر کا یہ اقتباس جو ۱۶ مارچ کے وکیل سے لیکر درج ذیل کیا جاتا ہے۔ قابل غور ہے۔

اس کے بعد رام دیو نے بتایا کہ لیکھرام کا دماغی کام تھا۔ جس کو آریہ نہایت خوبی سے انجام دے رہے ہیں۔ شردہانند کا عملی کام تھا۔ اس میں آریہ ابھی تک بہت پیچھے ہیں۔ ہم کو اپنی تمام کوششیں شدہی اور سنگھٹن کی طرف صرف کر دینی چاہئیں۔ ان میں کامیابی اس طرح ہو سکتی ہے۔ کہ آریہ ہی نہیں بلکہ ہندو جاتی مسلمانوں کو مجبور کر دے۔ کہ وہ اپنے اصلی دہرم کو قبول کریں۔ پرماتما کی دیا سے ہندوؤں کی تعداد ۲۲ کروڑ ہے۔ اگر تمام ہندو اس بات کا عہد کر لیں۔ کہ مسلمان جب تک راہ راست پر نہ آجاویں۔ ان سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں گے۔ اگر آج ہندو جاتی اس پر عمل درآمد کرے۔ تو مسلمانوں کو روٹیاں کھانے کو نہ ملیں۔ بھوکا مرتا کیا نہ کرتا" اپنے آپ قدموں پر گریں گے۔ مجبوراً مسلمانوں کو ہندوؤں کے ہمخیال ہونا پڑے گا۔ اور جب وہ ہمخیال ہو جائیں گے۔ تو اپنے آپ اتحاد ہو جائیگا جب اتحاد ہو جائیگا تو سوراجیہ بھی مل جائے گا"۔

اب مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے

میں رام دیو کی طرح مسلمانوں کو یہ ہرگز مشورہ نہیں دونگا۔ کہ مہاشہ رام دیو کی اس فتنہ انگیز تقریر سے محرک ہو کر مسلمان بھی انہیں ہتھیاروں سے مسلح ہو کر ہندوؤں کا مقابلہ شروع کر دیں۔ کہ جن اسلحہ سے رام دیو نے اپنی "جاتی" کو مسلح کرنا چاہا ہے ہاں میں مسلمانوں کو یہ ضرور کہونگا۔ کہ وہ خدا کے واسطے کم از کم عہد حاضرہ کی نزاکت کو پہچانیں۔ جب سے ہندوستان میں اسلام کا نور چمکا ہے۔ اسلام پر کبھی ایسا وقت نہیں آیا۔ جیسا ... اس لئے ضرورت ہے۔ کہ مسلمانوں کے سب فرقے اگر زیادہ نہیں تو کچھ عرصہ کے لئے ہی متحد ہو جائیں۔ اور سب ملکر تبلیغ کے فرض کو پہچانیں۔ اپنے اور بیگانے سب اس کے معترف ہیں۔ کہ اسلام کے اصول نہایت اعلیٰ قوت ہاضمہ رکھتے ہیں۔ غضب کی دنیا کا کوئی مذہب اسلامی اصولوں کے سامنے نہیں ٹہر سکتا۔ اگر مسلمان باہمی سوال دارہ کو بند کر کے تبلیغ کے اعلیٰ فرائض پر اپنی سب طاقتوں کو جمع کر دیں تو ربع صدی کے اندر اندر ہی کچھ کا کچھ ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھ دے۔

مسلمانوں غور کرو

مسلمانوں کو اب کسی مزید انتظار کے بغیر بہت جلد تبلیغ اسلام ایسے اہم فریضہ کو شروع کر دینا چاہیئے۔ اس کے لئے ہماری یہ نیت ہرگز نہ ہو۔ کہ ہم نے کسی قوم

KHILAFAT LIBRARY

کو نیچا دکھلانے کے لئے تبلیغ کا کام شروع کرنا ہے۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو شاید ہمارے کاموں میں وہ برکت بھی نہ ہو جو ایک مسلمان کے کام میں ہونی چاہیئے۔ ہاں ہم اس نیک ارادہ کو لے کر تبلیغ کے کام کو شروع کریں کہ اسلام ایک بے نظیر دین اور دنیا کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اور اس نعمت عظمیٰ سے کوئی بشر خالی نہ رہنا چاہیئے اور خصوصاً ہندوستان کے کہلانے والے شودر جن کی حالت بدرجہ غایت قابل رحم ہے۔ جو پشت ہا پشت سے بدترین غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں باوجود انسان ہو کر ان کی حالت بعض حالات میں حیوانوں سے بھی گر گئی ہے۔ اور ان کی یہ مضبوط غلامی کی زنجیریں صرف اسلام ہی توڑ سکتا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو اپنی سب توجہ ان مستقل غلاموں کی رہائی کی طرف پھیر دینی چاہیئے۔ یہ شودر کہلانے والے غلام ہندوستان میں کروڑوں کی تعداد میں ہیں۔ اگر مسلمان ان سب کو مشرف بہ اسلام کر کے ابلیس مجلسی، اور تمدنی غلامی کی زنجیروں سے آزاد کر دیں۔ تو بلاشبہ یہ بنی نوع انسان پر ایک عظیم الشان نیکی ہو گی۔ اور اس کار خیر کے عوض اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے ہم مسلمانوں کو حسنات دارین سے مالا مال کرے گا۔ مسلمانوں کے فلاح اور بہبود کی چابی تبلیغ اسلام میں پوشیدہ ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں۔ کہ خدا کی رحمت کے دروازے ہم پر کھولے جائیں تو وہ صرف تبلیغ کی چابی ہی سے کھلیں گے۔

اسلام میں کوئی جبر نہیں

جن لوگوں نے بھی تعصب سے خالی ہو کر قرآن پاک کا مطالعہ کیا ہے۔ وہ اس نتیجہ پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکے کہ اسلام میں کوئی جبر نہیں۔ اور یہ دنیا میں بہترین رواداری کا مذہب ہے۔ چنانچہ ۲۴ر فروری کو گلبرگہ میں جناب گاندھی جی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ

"میں نے قرآن شریف کئی بار پڑھا ہے۔ اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حالات زندگی کا بھی مطالعہ بھی کیا ہے۔ لیکن میں نے ان میں کہیں بھی یہ بات نہیں دیکھی کہ دوسرے کی مذہبی دلآزاری کی جائے۔ یا مورتیوں وغیرہ کو توڑ دیا جائے"۔ (ملاپ ۸ فروری)

اگر آریہ صاحبان کے دل میں جناب گاندھی جی کی کچھ بھی قدر ہے۔ تو انہیں اس تازہ شہادت کے اصلی مفہوم سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے"۔

مسلمانوں کی دلآزاری کی حد

۱۲ مارچ کا پرتاپ لکھتا ہے کہ "مسلمان کہتے ہیں کہ اسلام عبد الرشید کے فعل کے لئے ذمہ دار نہیں لیکن اس کی ذمہ داری سے اسلام بچ نہیں سکتا۔ جو مذہب عبد الرشید جیسے خونخوار وحشی پیدا کر سکتا ہے۔۔ وہ تہذیب کے سامنے جوابدہ ہے"۔

کسی کے انفرادی فعل کو کسی جماعت یا مذہب کی طرف منسوب کرنا۔ یہ ایک انتہا درجہ کی بے انصافی بلکہ ظلم ہے۔ اگر ایڈیٹر پرتاب کے نزدیک عبد الرشید کے فعل کا ذمہ دار اسلام ہے۔ تو مفتی محبوب علی کے قتل کا ذمہ دار کون ہے کٹارپور میں جو مسلمانوں پر وحشیانہ مظالم توڑے گئے۔ اس کا ذمہ دار کون ہے پھر سوامی دیانند کو زہر دینے اور لالہ رام چندر اور پنڈت تلسی رام کے قتل کا ذمہ دار کون ہے۔ کیا ایڈیٹر پرتاب چھاتی پر ہاتھ رکھکر ذرا ان لوگوں کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالنے کا حوصلہ کر سکتا ہے۔ ابھی تو یہ تازہ واقعات ہی لئے گئے ہیں۔ آریہ صاحبان نے ہندوستان کے اصلی باشندوں اور بدھوں سے جو تاریخی حسن سلوک روا رکھے ابھی ان کی ذمہ داری کی تکلیف ایڈیٹر پرتاپ کو نہیں دی گئی۔

تحریک اشدھی اور جناب گاندھی

جناب گاندھی جی نے حال ہی میں رتناگری میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ

"تحریک شدھی کی سپرٹ میری سمجھ میں بالکل نہیں آتی۔ میری رائے میں دھرم ایسی چیز نہیں ہے جسے دوسروں پر جبراً عائد کیا جائے"۔ پرتاب ۱۰ مارچ

ان دو سطروں میں جس عمدگی سے تحریک اشدھی پر صاحب موصوف نے تبصرہ کیا ہے۔ وہ حقیقت حال کا مرقعہ ہے۔ اس وقت تحریک اشدھی کو کامیاب بنانے کے لئے جن ذرایع سے کام لیا جا رہا ہے۔ بلاشبہ وہ جبر کو بھی پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ مگر کیا تحریک اشدھی کے حامی جناب گاندھی جی کے اس نیک مشورہ سے کوئی فائدہ اٹھائیں گے۔ مشکل

کس بات کو سچ سمجھا جائے

پٹنہ میں گاندھی جی نے ایک سوال کے جواب میں کہا۔ کہ میں نے شدھی کے لئے چندہ نہیں کیا سوامی شردھانند کی یادگار کے لئے جو روپیہ جمع ہو گا۔ اس سے اچھوتوں کی مدد ہو گی اور اسی کام کے لئے میں نے چندہ کرایا ہے۔

یہ بیان ۱۱ر فروری کے ہمدرد میں شایع ہوا ہے۔ اب گاندھی جی کے اس بیان کی صداقت دسمبر ۲۶ء اور جنوری ۲۷ء کی تقریر د تحریر سے ملاحظہ ہو۔

۳۱ر دسمبر ۲۶ء کو کلکتہ سے آیا ہوا تار اخبارات میں شایع ہوا کہ گاندھی جی نے شردھانند کی یادگار کے لیے تقریر کی اور چندہ جمع کیا۔ تقریر میں یہ الفاظ کہے۔

"سوامی شردھانند کا مشن اچھوت اودہار اور اشدھی و سنگھٹن تھا۔ ان کی یادگار کے لئے دس لاکھ کی اپیل کی جاتی ہے۔ پانچ لاکھ اچھوت اودہار کے لئے پانچ لاکھ شدھی اور سنگھٹن کے لئے"۔

پھر اپنے اخبار ینگ انڈیا میں اس چندہ کی تائید میں مضمون لکھا۔ اور سنگھٹن کی تعریف فرمائی۔ اور ۹ر جنوری کے سورج غروب ہونے سے پہلے دس لاکھ جمع ہو جانے کی پیشگوئی کی۔

مگر جس طرح سوراج کی پیشگوئی غلط ہوئی۔ اسی طرح یہ پیشگوئی بھی غلط ہو کر رہ گئی اور ۲۷ مارچ ۲۷ء تک دس لاکھ جمع نہ ہو سکے۔

گاندھی جی بتائیں کہ انہوں نے یہ کیوں کہا کہ میں نے تو صرف اچھوت اودہار کے لئے سوامی جی کی تائید کی تھی حالانکہ وہ اپنی تحریر و تقریر میں صاف اقرار کر چکے تھے کہ آدھا روپیہ شدھی و سنگھٹن میں خرچ ہو گا۔ (منادی)

ایک شریف پولیس افسر کا تبادلہ

جناب شیخ صالح محمد صاحب قریباً سترہ سال سے گورداسپور کے ضلع میں مختلف مقامات پر سب انسپکٹری کے فرائض کو نہایت احسن طریق سے بجا لاتے رہے ہیں۔ اور اپنی خوش خلقی اور خوش معاملگی

کی وجہ سے جہاں بھی رہے۔ ہر ایک سے خراج تحسین حاصل کیا۔ گو آپ احمدی نہیں ہیں۔ مگر سلسلہ کو نہایت احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اب آپ انسپکٹر ہو کر سیالکوٹ تشریف لے جا رہے ہیں۔ ایک ایسے پولیس افسر کی جدائی کا رنج ایک قدرتی امر ہے۔ مگر ایک لحاظ سے ہمیں خوشی بھی ہے۔ کہ آپ ترقی پر فائز ہو کر جا رہے ہیں۔ جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس سیالکوٹ کو بھی اس موقع پر ہم مبارکباد دیتے ہیں۔ کہ جنہیں ایسا فرض شناس اور خوش خلق کارکن میسر آیا۔

اندور میں مسلمانوں پر کیا گذر رہی ہے

آج کل اندور میں جس طرح مسلمانوں کا عرصہ حیات تنگ ہو رہا ہے۔ وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ اگر اس سے ۱/۴ حصہ بھی سلوک کسی مسلمان ریاست کی طرف سے ہندوؤں پر ہوتا۔ تو آج تمام سنگھٹنی پرچے آسمان سر پر اٹھا لیتے مگر اس وقت ان سنگھٹنی جرائد کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی حالانکہ وہاں جس طرح مسلمانوں کا قافیہ تنگ ہو رہا ہے اس کا اعتراف بعض بے تعصب غیر مسلم احباب کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ چنانچہ ریاست دہلی کے معقول پسند ایڈیٹر صاحب اس واقعہ کے متعلق بدیں الفاظ رقمطراز ہیں

اندور میں پچھلے دنوں ایک ہندو مسلم فساد ہوا تھا۔ اسی ضمن میں منجانب ریاست یہ حکم صادر کیا گیا ہے۔ کہ کسی مقام پر پانچ آدمیوں سے زیادہ کا مجمع نہ ہو۔ اہل اسلام کی نگاہوں میں اس حکم کا قابل اعتراض پہلو یہ ہے۔ کہ اس سے مساجد بھی مستثنیٰ نہیں۔ نماز میں جس قدر زیادہ آدمی شریک ہوں۔ شریعت اسلامی میں اسی قدر زیادہ اچھا سمجھا گیا ہے لیکن اس حکم کی موجودگی میں اہل اسلام اپنی مساجد میں ادائے نماز کے لئے پانچ سے زیادہ جمع نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ تمام ہندوستان کے مسلمان اس فیصلہ ریاست کو احکام اسلامی میں صریح مداخلت خیال کرتے ہیں۔ اور اس کے خلاف جا بجا احتجاجی جلسے منعقد ہو رہے ہیں۔

مسٹر بابٹیلہ وزیر اعظم ریاست اندور اپنی مسلمان رعایا میں بھی ہر دلعزیز ہیں۔ ہم کو ان سے امید رکھنا چاہیئے کہ ریاست میں بحالی امن کے ضروری انتظامات جاری رکھتے ہوئے اس امر کا خیال رکھیں گے۔ کہ حکومت کے کسی حکم سے کسی جماعت کے مذہبی جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے۔ پانچ سے زائد اشخاص کے مجمع ہونے کے متعلق جو ریاست میں حکم امتناعی جاری ہے۔ ہمارے خیال میں اگر اس سے مساجد کو کم از کم اوقات نماز میں مستثنےٰ کر دیا جائے تو بہتر ہے"۔

نور۔ گویا ریاست اندور کم از کم مذہبی مداخلت کے لئے الگ ہو کر اپنی نیک نامی کو بحال کرے گی۔ ورنہ مسلمانوں پر جو کچھ سختیاں ہو رہی ہیں۔ وہ تو سہ گزرینگے مگر ریاست کی نیک نامی اور شہرت کو ایک ناقابل تلافی نقصان پہنچ جائے گا۔

KHILAFAT LIBRARY

کثرت ازدواج و طلاق

(از قلم جناب خانبہادر میرزا سلطان احمد خانصاحب)

(پیوستہ بگذشتہ)

عیسوی شریعت نے ان احکام کی تنسیخ نہیں کی ہے۔ ہندوں میں جو ایک پورانہ مذہب اور پرانی قوم ہے عملی رنگ میں یہ صورتیں پائی جاتی ہیں۔ سری رام چندر جی مہاراج کے باپ کے گھر متعدد بیویاں تھیں۔ راجہ اشوک متعدد بیویاں رکھتا تھا۔ دیگر مہاراجوں اور عوام کا کچھ حصہ بھی اس ضرورت کے لئے اس رنگ میں رفع کرنے سے پیچھے نہیں رہا۔

سکھوں میں بھی اس کا عمل تھا۔ اور اب تک ہے مہاراجہ رنجیت سنگھ کی بھی متعدد بیگمات تھیں۔ موجودہ راجے مہاراجے بھی ایک سے زیادہ بیویاں کرتے ہیں حضرت بابا نانک صاحب علیہ الرحمتہ نے گرنتھ صاحب میں کثرت ازدواج کی کہیں مخالفت نہیں کی ہے بعض گورو صاحبان بھی ایک سے زیادہ بیویاں رکھتے تھے۔ اسی طرح طلاق اور عورتوں کی جدا کرنے کی بھی مثالیں پائی جاتی ہیں۔

اب ان سب عملی یا نقلی نظائر کو رہنے دیجئے اور عقل و فراست سے فتویٰ لیجئے۔ کہ اگر مرد و عورت کے درمیان خدانخواستہ ناچاقی اور مناقشت ہو جائے تو اس کا علاج کیا ہے۔ صحیح عقل و فراست یہی علاج بتلائے گی کہ ایک سے دوسرا جدا ہو جائے۔ تاکہ روز روز کا پاپ کٹے۔ ایک پرانی پنجابی کہاوت ہے۔

"گندی رن سستی بھلی"

یعنی خراب عورت کا چھوڑ دینا ہی بہتر ہے۔ مذہبی یا رسمی اور واجبی عمل جانے دیجئے انگریزی قانون بھی یہی راستہ بتاتا ہے۔ اگر عورت و مرد کی نہ بنے تو زیر دفعہ ۴۸۸ ضابطہ فوجداری عورت کو گزارہ دلایا جاتا ہے۔ اور عورت کو آزادی بخشی جاتی ہے۔ کہ کفاف دہندہ کے نکاح میں رہ کر جہاں چاہے رہے

ایک قانون طلاق ایسے مقدمات کے دائر ہونے پر آخر کار طلاق ہی پر آ ٹھہرتی ہے۔ اور پھر اس صورت میں کہ بعض فریقین کے مذاہب میں طلاق کی اجازت نہیں ہوتی۔

"سو سیانیاں اکو مت"

اخیر اس مرکز پر آ کر ٹھہرنا پڑتا ہے۔ جہاں اسلام ٹھہرا ہے وہی راہ اختیار کرنی پڑتی ہے۔ جو اسلام نے دکھائی ہے

اسلامی فتویٰ کے متعلق ایک ضمنی سوال

یہ سوال کیا جائے گا۔ کہ

جب مرد کو ایسی اجازت ہے۔ کہ چاہے بیوی کو ان خاص حالات میں طلاق دے۔ اور چاہے دوسری بیوی کرے۔ تو کیا عورت کے واسطے ان حالات کے پیش آنے پر بھی یہی حکم ہے۔ یہ سوال یا اس قسم کے سوالات نتیجہ ہیں اوس ناواقفیت کا جو اسلامی قوانین اور شریعت سے معترضین کو ہے۔

طلاق مرد دے سکتا ہے۔ اور خلع عورت لے سکتی ہے۔ دونوں کے واسطے یہ مراعات رکھی گئی ہیں اس صورت میں کوئی سوال نہ رہا۔ یہ بات کہ عورتیں کم خلع لیتی ہیں قانون کے نقص پر کوئی دلیل نہیں لائی جا سکتی ہے۔ دوسرا سوال یہ تھا کہ

اگر مرد خاص حالات میں دوسری بیوی کر سکتا ہے تو عورت انہیں حالات میں دوسرا خاوند کیوں نہیں کر سکتی

اس سوال کے جواب کے اول یہ سمجھ لینا چاہیئے قدرت نے مرد کے دل و دماغ میں عورت کے مقابلہ میں جو حمیت اور جو غیرت جوش دیا ہے۔ وہ عورت کو مرد کے مقابلہ میں نہیں دیا گیا۔ یہ کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی بے اعتنائی اور برے چلن پر کسی عورت نے اپنے خاوند کو چھوڑ دیا ہو۔ البتہ یہ اکثر سنا جاتا ہے۔ کہ مرد نے عورت کو محض شبہ پر چھوڑ دیا۔ یا ناک کاٹ دی ان نظیروں سے یہ ثابت ہے۔ کہ عورت کے مقابلہ میں مرد زیادہ غیرت مند ہے۔ یہ تو دیکھا گیا اور سنا گیا ہے۔ کہ دو عورتیں یا ۳ عورتیں یا چار عورتیں ایک مرد کے عقد و نکاح میں رہتی ہیں۔ لیکن سوائے ہندوستان کے ایک پرانی نظیر کے شاید جس کی کوئی ٹھیک تاویل بھی کی جا سکے۔ یہ کبھی نہیں سنا گیا۔ کہ ایک عورت کے چار پانچ خاوند ہوں۔ میرا اپنا مذہب یہ ہے۔ کہ ہندوستان کی یہ جو پرانی روایت بیان کی گئی ہے۔ یہ درست نہیں محض ایک زٹل ہے۔ جن مردوں کا اس ضمن میں ذکر کیا جاتا ہے۔ وہ اپنے وقت کے تنہ زور اور سورما تھے۔ ان کا یہ حوصلہ کیونکر ہو سکتا تھا۔ کہ عورت ایسی جائداد مشترکہ رکھیں۔ یہ محض بہتان اور کذب ہے۔ اور اگر طوعاً و کرہاً اس کو مان بھی لیا جائے۔ تو یہ کہا جائے گا۔ کہ اگر اس رسم میں کوئی احسنت اور خوبی بھی ہوتی۔ اور یہ مردانہ غیرت کے منافی نہ تھا۔ تو اب بھی اس کا نشان عملی رنگ میں کچھ نہ کچھ پایا جاتا۔

طلاق تو عورت لے سکتی ہے۔ لیکن ایک مرد کے ہوتے دوسرے مرد کے ساتھ بھی عقد کر لے تو اس کا نتیجہ سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ دونوں مرد آپس میں لڑ بھڑ کر کھپ جاتے۔ اور عورت کا بھی کام تمام کر دیا جاتا۔ زمانہ شہادت دے رہا ہے۔ کہ عارضی دوستی اور تعلق ہی میں خون خرابہ ہو جاتا ہے۔ دائمی تعلقات کی صورت میں کیا کچھ خرابی نہ ہوگی۔ یہ صورت بھی جس کے واسطے اسلام نے ایسی اجازت نہیں دی ہے۔ اور یہ بھی کہ عورتیں عمل کثرت ازدواج شروع دنیا ہی سے قبول کرتی آئی ہیں۔ اور کس عورت نے سوائے دلی تاسف یا غم کے اور کوئی سٹیپ نہیں لیا۔ اور خلاف ان کے مردوں نے کچھ کر کے دکھایا ہے۔ اور ان حالات میں عورتوں کو دور جانے اور مشکلات میں پڑنے کی ضرورت ہی کیا۔ شرعی وجوہ سے بآسانی طلاق لے سکتی ہیں۔

KHILAFAT LIBRARY

اسلام کیا تعلیم دیتا ہے

اسلام نے طلاق کی بابت قرآن مجید میں بار بار یہ حکم دیا ہے۔ کہ نہایت سوچ سمجھ کر یہ سٹیپ لینا چاہیئے پوری دوربینی اور حزم و احتیاط کے بعد اس طرف آنا چاہیئے۔ جس عمل کی تمہیں اجازت دی گئی ہے۔ وہ عمل دراصل اپنی ذات میں دونوں فریقوں کے لئے ایک صعوبت اور تکلیف رکھتا ہے۔ معاہدہ نکاح کا توڑنا ایک جواب دہ فعل ہے جو شخص مرد ہو کر عورت ایسی ذمہ داری اپنے سر پر لیتا ہے۔ وہ اپنی زندگی کو خود بخود ایک تہلکہ میں ڈالتا ہے۔ اس کا جواب دہ آپ ہی ہے۔

قرآن مجید کے پڑھنے سے ہر شخص بادنیٰ غور معلوم کر سکتا ہے۔ کہ طلاق اور کثرت ازدواج کی اجازت دراصل بطور ایک آخری علاج کے دی گئی ہے اور ایسی کڑی شرطیں لگائی گئی ہیں۔ کہ جن کا خیال کرنا بھی ایک سمجھدار انسان کے لئے اپنے اوپر ایک سخت ذمہ داری لینا ہے۔ اگر کوئی مرد یا عورت باوجود بعض تکلیف دہ امور اور بدطینتوں کے طلاق کی طرف نہیں جاتے۔ یا مرد دوسری بیوی نہیں کرتا۔ یا عورت دوسری بیوی کرنے پر بھی اوسی خاوند کے معاہدہ میں رہنا چاہتی ہے۔ تو اسلام یا اسلامی شریعت کسی فرد کو بھی مجبور نہیں کرتی۔ اور نہ ان میں سے کسی پر کوئی الزام یا کوئی تاوان لگاتی ہے۔ دنیا کے صدہا مختلف ملکوں میں اس قسم کی نظیریں مل سکتی ہیں۔ کہ مرد اور بیوی میں ذرہ بھر بھی انس و محبت نہیں۔ اور پھر بھی وہ ایک دوسرے سے نباہ رہے ہیں۔ صدہا مرد عورتوں کو تکلیف میں رکھتے ہیں لیکن شریف بردبار مستقل مزاج عورتیں اف تک نہیں کرتیں اور مر مر کر زندگی کے دن پورے کرتی ہیں۔ اسی طرح صدہا مرد بھی ایسے ہیں جو بیویوں کے برے رویہ پر بھی خاموش ہیں۔ ایسے سب حالات میں قرآن اور اسلام اونہیں ملزم نہیں گردانتا۔ اور نہ ان سے جواب طلب کرتا ہے۔ ان کی مرضی مقدم ہے۔ ہاں اگر کوئی فریق ان میں سے بحالات مجبوری علاج کا طالب ہوتا ہے تو اسلام کو بعض شرائط کے ساتھ علاج بتانے سے دریغ نہیں۔ صدہا مرد ایسے ہیں جنہیں اپنی پہلی بیوی سے اولاد نہیں ہوتی۔ اور وہ باوجود ثروت اور برکت کے بھی اوس پر زندگی گذار دیتے ہیں۔ کبھی کبھی دور اندیش بیویاں دوسری بیوی بھی کرانا چاہتی ہیں۔ تو وہ نہیں مانتے۔ کیا ان حالات میں اسلام اور قرآن ایسے مردوں سے کوئی بازپرس نہیں کرتا اور انہیں ملزم بناتا ہے یہ اپنی اپنی مرضی ہے۔ کوئی گرفت اور کوئی بازپرس نہیں۔ اگر کوئی مسلمان مرد اور عورت ساری عمر ہی نکاح نہ کرے تو اسلام ان پر کوئی جرم قائم نہیں کرتا البتہ نقصان سوسائٹی اور بدمزگی تمدن کی وجہ سے انہیں کہا جاتا ہے۔ یہ فعل اقتضائے فطرت اور اغراض سوسائٹی کے خلاف ہے۔ بہت سے مرد اور عورتیں ایسی بھی ہیں۔ جو ماں باپ کے کہنے پر بھی شادی نہیں کرتیں۔ ماں باپ انہیں مجبور نہیں کرتے۔ جب ان کی مرضی ہوتی ہے۔ کرتے ہیں۔ اسلام نے اس بارہ میں مرد اور عورت کو آزادی دے رکھی ہے۔ اسلام میں نکاح بیوگان کا خصوصیت سے حکم دیا گیا ہے لیکن بیوگان پر جبر نہیں رکھا گیا۔ بلکہ بیوگان کی مرضی مقدم ہے۔

اگر اس زندگی بھر کے سودے میں اسلام مرد اور عورت کو آزادی نہ دیتا تو پھر ایک قسم کا تحکم تھا جیسے کوئی چاہے کرے۔ ؎

نہ خوشی وصل کی دل کو ہے نہ غم فرقت کا
وہی ہم کرتے ہیں جو دل کی رضا ہوتی ہے

البتہ تعدد ازدواج کی صورت میں یہ شرط لگا دی ہے۔ کہ چار بیویوں سے کوئی زیادہ نہ کرے یہ نہیں کہ ضرور ہی کرے۔ یہ کہ اس سے نمبر نہ بڑھے اور جو کرے اپنی آئندہ ذمہ داریوں کو دیکھ بھال کر

کرے۔ چار کی شرط بمقابلہ سابقہ عمل کے ایک بہت ہی محدود شرط ہے۔ اگر فطرت انسانی پر غور کیا جائے۔ تو پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ چار سے زیادہ ایک وقت میں مرد کر نہیں سکتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں بعض قوانین اور شرایع میں کوئی تعداد مقرر ہی نہیں تھی لیکن اسلام یہ قید لگا کر یہ نہیں کہتا۔ کہ مسلمان ضروری ہی ایسا کریں ورنہ وہ جواب دہ ہوں گے۔ ان کی مرضی پر وہ بھی بہ شرط (فان خفتم) بعض لوگ بے انصاف ہیں۔ جو اس حکم سے یہ قیاس کرتے ہیں۔ کہ اسلام میں چار بیویاں کرنا لازمی یا لازمی کے لگ بھگ ہے۔ میں کہتا ہوں جبکہ اسلام میں ایک بیوی کرنے کی صورت میں بھی مسلمان مسلمان رہ سکتا ہے۔ تو چار کی قید کس طرح لگائی جا سکتی ہے ایمان اور اسلام کی شرط بیویاں کرنا نہیں ہے۔ بلکہ خدا۔ رسول اور قران پر ایمان لانا۔ مسلمانوں کی آبادی میں پھر کر معترضین دیکھ سکتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کا اس پر عمل کہاں تک ہے۔ وہ تجربہ کے بعد پائیں گے کہ فی صدی چار یا پانچ بھی ایسے نہیں نکلیں گے جو ایک سے زیادہ بیویاں رکھتے ہوں۔ بادشاہوں نوابوں کو جانے دیجئے۔ ان کے مقابلہ راجے مہاراجے پیش کئے جا سکتے ہیں۔ اکثر مولوی اور عالم فاضل صوفی ایسے بھی ملیں گے۔ جن کی شادیاں ہی نہیں ہوئی ہیں اور اکثروں کی ایک ہی ایک بیوی ہے۔ عوام میں اس کا رواج بہت ہی کم ہے۔ امرا میں ہے۔ مگر وہ بھی بمشکل فی ہزار دو چار ثابت اسلام کا یہ سلسلہ اور یہ اجازت ایسی ہی ہے۔ دراصل اسلام احساس ضرورت پر ایک علاج اور ایک تدبیر بتاتا ہے۔ لازمی نہیں کہ ہر مسلمان ضرور چار عورتیں ہی کیا کرے۔ اس ضرورت کا احساس دنیا کے اور افراد بھی بہ اقتضائے فطرت کرتے ہیں اور اس احساس سے انہیں گریز نہیں۔ جو اس اجازت کے واجب ہونے کی ایک اخلاقی دلیل ہے۔ جیسے نکاح ہو گا ہر بیوی کا یہ اختیار ہے۔ کہ وہ دوسرا نکاح کرے یا نہ کرے۔ اس پر کوئی مجبوری نہیں ہے البتہ وارثان کا یہ فرض ہے۔ کہ اسے اجازت دیں۔ مانع نہ ہوں

(باقی آئندہ)

KHILAFAT LIBRARY

مسلمانوں کے خلیفوں کے کچھ سبق آموز حالات

(جیون تت سے لے کر درج کیا گیا)

غالباً میرا یہ بتلا دینا نامناسب نہ ہو گا۔ کہ یہ مضمون اس اخبار سے لے کر درج کیا جاتا ہے۔ جن کا اللہ تعالٰی کی ہستی پر ایمان نہیں۔ مگر مسلمان خلفاء کی خوبیوں کو دیکھکر ان کا دل بھی تحسین و آفرین اور مرحبا کہے بغیر نہیں رہ سکا۔ لہٰذا اس لحاظ سے امید ہے کہ یہ مضمون دلچسپی سے پڑھا جائیگا ایڈیٹر

مجھے حال میں ایک کتاب بنام "بیان الاصرا" کو جو کتاب "تاریخ الخلفا" کا اردو ترجمہ ہے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ اصل کتاب" علامہ جلال الدین" سیوطی صاحب کی تالیف کردہ ہے۔ اور اس کا اردو ترجمہ مولانا مولوی شبیر احمد صاحب انصاری نے کیا ہے۔ اس کتاب میں مولف نے مسلمانوں کے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق کے عہد سے لے کر اپنے زمانہ کے خلیفہ تک کے حالات ترتیب وار درج کئے ہیں۔ اور زیادہ تر بیانات حدیثوں وغیرہ کے حوالجات سے درج کئے گئے ہیں۔ میں اس میں سے کچھ سبق آموز حالات ناظرین جیون تت کے فائدہ کے لئے نیچے درج کرتا ہوں۔

حضرت خلیفہ ابو بکر صدیق

حضرت محمدؐ صاحب کی وفات کے بعد مسلمانوں کے سب سے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق ہوئے ہیں۔ کہ جو اڑھائی سال خلیفہ رہ کر ۶۳ سال کی عمر میں انتقال کر گئے تھے ان کا اصلی نام عبد اللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر تھا۔ اور وہ حضرت محمدؐ صاحب کی ہی نسل اور قبیلہ قریش سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ عمر میں حضرت محمد صاحب سے دو سال اور دو ماہ کم تھے۔ وہ اپنے قبیلہ کے معزز رئیسوں میں سے تھے۔ وہ اس ابتدائی زمانہ میں جبکہ ابھی مشکل سے پانچ آدمی حضرت محمد صاحب پر ایمان لائے تھے۔ مسلمان ہوئے تھے۔ وہ حضرت محمد صاحب کے چوٹی کے شاگردوں میں سے تھے۔ گو جو مخالف سے مخالف حالات میں بھی ان کے لئے وفادار رہے۔ وہ حضرت محمدؐ صاحب اور اسلام کے شیدائی تھے۔ انہوں نے حضرت محمدؐ صاحب پر اپنا سب مال و متاع وغیرہ نثار کر دیا۔ اپنی بیٹی حضرت عائشہ کی حضرت محمد صاحب سے شادی کر دی۔ انہوں نے حضرت محمدؐ صاحب کی خوشنودی کے لئے ان کے ساتھ ہجرت کی۔ اپنے بار بوا کے جنوں کو چھوڑا وہ غار حرا میں بھی ان کے ساتھ رہے۔ اکثر حالات میں انہوں نے ان کی مدد کی۔ جنگ احد میں جب بہت سے شاگرد حضرت محمدؐ صاحب کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ تب ایسے نازک وقت میں بھی انہوں نے ان کے ساتھ رہ کر ان کی حفاظت کی۔ جنگ بدر میں مخالف پارٹی میں ان کے بیٹے عبد الرحمٰن بھی شامل تھے۔ ابن عساکر کے حوالے سے بتلایا گیا ہے۔ کہ بعد میں جب عبد الرحمٰن مسلمان ہوئے تو انہوں نے اپنے والد مکرم حضرت ابو بکر سے عرض ذکر کیا۔ کہ آپ بدر کے روز چند مرتبہ میرے تیر کی زد میں آئے۔ مگر میں نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ آپ نے جواب دیا۔ اگر تو میرے نشانہ میں آ جاتا۔ تو میں کبھی نشانہ خطا نہ کرتا!" (صفحہ ۳۲ کتاب مذکور)

اس سے حضرت محمدؐ صاحب اور ان کے مشن کے ساتھ ان کے دل کی لگن کا کچھ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ انہوں نے ہی اپنی خلافت کے زمانہ میں زید بن ثابت کی معرفت قران شریف کی آیتوں کو کاغذ کے پرچوں اور اونٹ کے اور بکریوں کے شانوں کی ہڈیوں، درخت کے پتوں اور حافظوں کے سینوں سے جمع کرایا۔

قابل تعریف مالی قربانی

حضرت ابو بکر صاحب نے اپنا جان و مال حضرت محمدؐ صاحب پر قربان کر دینے کی جو مثال پیش کی ہے۔ وہ بہت قابل تعریف ہے۔ اور سبق آموز ہے چنانچہ حضرت عائشہ سے روایت ہے۔ کہ جس روز حضرت ابو بکر مشرف باسلام ہوئے آپ کے پاس چالیس ہزار دینار یا درہم تھے آپ نے تمام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خرچ کر دیئے (صفحہ ۳۴)

اس بارے میں جس روایت کا میرے دل پر گہرا اثر

KHILAFAT LIBRARY

ہوا۔ وہ یہ ہے۔

"حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ہم کچھ مال تصدق کریں۔ میں نے یہ دل میں پکا ارادہ کرلیا۔ کہ میں آج ابوبکر سے بڑھ کر تصدق کروں گا پس میں اپنا نصف مال لے آیا۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اپنے اہل وعیال کے واسطے کتنا چھوڑا۔ عرض کیا کہ نصف چھوڑ آیا ہوں۔ اتنے میں ابوبکر صدیق اپنا کل مال لئے ہوئے تشریف لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ اہل وعیال کے لئے بھی چھوڑ آئے کہا کہ ان کے پاس اللہ رسول کافی ہیں"! (صفحہ ۳۵)

واہ! اپنے ہادی کے لئے مالی قربانی اور بشواس کی کیسی اعلیٰ مثال!

فقیرانہ زندگی بسر کرنا

پھر خلیفہ ہونے کے بعد انہوں نے جس ایثار نفسی کا ثبوت دیا ہے۔ وہ بھی بہت تعریف کے قابل ہے۔ خلافت سے پہلے وہ صنعت وحرفت سے یا تجارت کے ذریعہ اپنا اور اپنے پاریوارک جنوں (قبیلہ) کا گذارہ کرتے تھے لیکن خلیفہ ہونے کے بعد چونکہ انہیں خلافت کے کاموں سے فرصت نہیں ملتی تھی۔ اس لئے انہیں بیت المال کے خزانہ سے معمولی گذارہ ملتا رہا۔ اس کی بابت ایک روایت ہے۔ کہ خلیفہ مقرر ہو جانے کے دوسرے روز جب وہ اپنے پہلے پیشہ کے لئے بازار جارہے تھے۔ تب انہیں حضرت عمرؓ نے روک لیا۔ اور وہ انہیں ابوعبیدہ کے پاس لے آئے۔ جو بیت المال کے انچارج تھے اور انہوں نے ابوعبیدہ کو کہا کہ تم ان کے اور ان کے کنبے کے واسطے ایک اوسط درجہ کی مہاجر کی خوراک کے اندازہ سے گذارہ کے لائق مہیا کر دیا کرو۔ نہ اس سے افضل اور نہ کم درجہ پر ہو۔ اس کے علاوہ گرمی جاڑوں کا کپڑا بھی ہو۔ مگر جس وقت پھٹ جایا کرے۔ اس کو واپس لیکر اس کی بجائے نیا دیدیا کرو۔ آپ کے لئے ان حضرات نے ہر روز کے لئے آدھی بکری کا گوشت۔ تن ڈھکنے کا کپڑا اور پیٹ بھرائی روٹی کا اناج مقرر کر دیا"! (صفحہ ۸۱)

پھر مندرجہ ذیل روایت سے بھی ان کا ایثار نفسی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

"طبرانی نے اپنی مسند میں حسن بن علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی وفات کے وقت بی بی عائشہ صدیقہ سے کہا کہ دیکھو یہ اونٹنی جس کا ہم دودھ پیتے تھے۔ اور یہ بڑا پیالہ جس میں کھاتے تھے۔ اور یہ چادر جو ہم پہنتے اوڑھتے تھے۔ ہم ان سے جب ہی تک نفع اٹھا سکتے تھے۔ جب تک مسلمانوں کا کام کرتے تھے جس وقت میں مرجاؤں۔ تو ان کو حضرت عمرؓ کو دیدینا کیونکہ یہ بیت المال میں سے لیا تھا۔ جس وقت آپ کا انتقال ہوگیا۔ تو حضرت عائشہ نے ان کو حضرت عمر کے پاس بھیجدیا"! (صفحہ ۸۷)

ایک روایت کے موافق ایک حبشی غلام بھی بیت المال کی ملکیت ان کے پاس تھا۔ کہ جس کے واپس کئے جانے کی انہوں نے ہدایت کی تھی۔ نیز انہوں نے اپنی موت کے وقت فرمایا۔ اے عائشہ! میرے ان دونوں مستعملہ کپڑوں کو دھو کر مجھے ان ہی میں کفنا دینا یہ ضرور ہے کہ میں تمہارا باپ ہوں۔ اگر اچھے نئے کپڑوں میں کفنایا تو کچھ بڑھ نہ جاؤں گا۔ اور اگر پرانے پوسیدہ کپڑوں میں کفنایا۔ تو کچھ گھٹ نہ جاؤنگا"! (صفحہ ۸۶)

واہ اپنے ہادی کے مشن کی راہ میں تیاگ کی کیسی اچھی مثال!

اس کے آگے چلکر مضمون نگار صاحب لکھتے ہیں کہ ہم بھگوان دیو آتما کے اس بڑھاپے کی عمر میں اپنے مشن کے لئے اعلیٰ قربانیوں کے لئے درد ناک اپیلیں کرتے ہیں۔ مگر ہم میں سے کتنے ہی ان کا خاطر خواہ جواب نہیں دیتے۔ اور ان پر اور نیچر کے وکاش کاری نیم پر پورن بشواس کر کے اپنا سب کچھ ان کے لاثانی مشن میں ارپن کرنے سے جھجکتے ہیں۔ اور اس قسم کا حساب کتاب لگانے لگ جاتے ہیں کہ ہم اپنا سارا دھن اور اپنی ساری جائداد ارپن کر دیں۔ تب ہمارا اور ہمارے پریوار کے لوگوں کا گذارہ کیسے چلے گا۔ ہاں ہم میں سے کتنے ہی ایسے ہیں کہ جو اپنے اور اپنے پاریوارک جنوں کے گذارہ کے لئے کافی رکھکر اپنا باقی ماندہ مال وجائداد بھی بھگوان کے سرلشٹ کارج کے لئے ارپن کرنا نہیں چاہتے اور وہ پیچ انوراگی بنے ہوئے ہیں۔ پھر کوئی ایک جن بھی ایسا نظر نہیں آتا۔ کہ جو ان کے سارے بھاگوں کے کام کا بوجھا اپنے اوپر لے کر اسے بھلی بھانت چلانے کے قابل ہو اور وہ لاثانی رہنما اور سچے معبود کی شرن پاکر بھی حضرت ابوبکر جیسے یوگیہ شش کے مقابل میں ہماری کیسی گھٹیا حالت! کاش کہ ہم میں سے بھی جن جن کے لئے ممکن ہو وہ حضرت ابوبکر کی طرح اپنے دیو آتما گورو کے لاثانی مشن میں اپنے تن من اور دھن کا پورن سمرپن کر کے اپنی زندگیوں سے اعلیٰ مثالیں قائم کرسکیں اور وہ دیو سماج کی ہسٹری میں اسی طرح یادگیری چیز بن سکیں۔ کہ جسطرح ابوبکر صدیق مسلمانوں کی تواریخ میں بن گئے۔

وصیت نمبر ۲۳۱۳ میں فاطمہ جمیلہ زوجہ مولوی محمد ظریف صاحب ایم۔ اے قوم قریشی ساکن پورینی ضلع بھاگلپور کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ اپنی جائداد متروک کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل مبلغ سات ہزار روپیہ مہر ہے۔

الموصیہ فاطمہ جمیلہ بقلم خود۔ گواہ شد۔ محمد ظریف شوہر موصیہ۔ گواہ شد۔ محمد احسان الحق والد موصیہ

وصیت نمبر ۲۵۶۱ میں خیر النساء زوجہ محمد ثناء اللہ قوم بھٹی ساکن بڈہانوں ریاست جموں کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے بعد میری

KHILAFAT LIBRARY

جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر جاؤں تو وہ حصہ موعودہ سے منہا کی جائے گی۔ (۳) میری موجودہ جائداد زیور مالیتی ۱۲۰ روپیہ اراضی زرعی واقعہ موضع بڈھا لون ۴ کنال قیمتی ۱۰۰ بھینس بمعہ کٹی قیمتی ۱۰۰ روپیہ ہے فقط ۱۹ فروری ۲۷ء یہ وصیت نوشتہ بمقام قادیان کاتب الحروف عبدالرحیم کارکن امور عامہ۔ العبد خیر النساء، گواہ شد۔ بقلم خود محمد ثناء اللہ خاوند موصیہ حال وارد قادیان۔ گواہ شد بقلم خود شیر محمد احمدی حال قادیان

وصیت نمبر ۲۵۳۶

میں قدرت اللہ ولد کریم بخش شیخ سکنہ پیر زادگان نہ شمبوہ تحصیل ریاست پٹیالہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ اراضی زرعی ۱۰ بیگہ۔ حویلی پختہ دو مکان خام۔ اراضی مرہونہ الماصہ ۔ سامان خانہ داری ظروف وغیرہ دو صد روپیہ۔ نقدی وغیرہ الصہ آمدنی میزان کل جائداد للعہ ۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں ہے۔ بلکہ ماہوار آمد ملازمت پر ہے جو کہ بقدر ماصہ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ بمد وصیت داخل صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہووے۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور میں کوئی روپیہ اسی جائداد کی قیمت کے متعلق داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کروں۔ تو اسی قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ العبد۔ بندہ قدرت اللہ رجسٹرار چیف جوڈیشل کورٹ ریاست نابھہ حال وارد قادیان گواہ شد۔ محمد حیات خان سب انسپکٹر حال وارد قادیان۔ گواہ شد۔ حافظ خلیل احمد پٹیالوی حال قادیان مہاجر

وصیت نمبر ۲۵۶۰

میں سید محمود اللہ شاہ ولد ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ سید۔ سکنہ قادیان ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اسوقت کوئی نہیں اس وقت میری ماہوار آمد نوے روپے (للعہ) ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت کرتا رہوں گا۔ اور میرے مرنے کے بعد میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی سید محمود اللہ شاہ موصی ہائی سکول قادیان ۲/۲۱ گواہ شد۔ فخرالدین احمدی ملتانی۔ گواہ شد زین العابدین۔ ۲/۲۱

وصیت نمبر ۲۵۷۴

میں سید فخر الاسلام ولد مولوی سید امانت علی شاہ ساکن نکودر ضلع جالندھر۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ ایک مکان پختہ دو منزلہ ایک مکان خام کچھ تھوڑی سی زرعی زمین واقعہ قصبہ نکودر ان سبکی قیمت ..۶۳ روپیہ ہے۔ اچھ ہزار تین سو روپیہ) لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اسوقت ۶۳ – للعہ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۸ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ 5/26 سید فخر الاسلام احمدی بقلم خود۔ گواہ شد راجہ محمد علی خان صاحب تحصیلدار چکوال۔ علی محمد بقلم خود گواہ شد سید زمان شاہ صاحب ریڈر ڈویژنل مجسٹریٹ چکوال

وصیت نمبر ۲۴۶۱

میں کرم الدین ولد احمد دین اعوان ساکن چکوال ضلع جہلم بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائیداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے۔ رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاوے گی۔ (۳) میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ (۱) اراضی زرعی رقبہ ۱۶ بیگہ مستقل دفعہ ۵ کے حقوق۔ اس کی مالیت موجودہ تخمیناً تئیس سو روپیہ ہے (۲) ایک منزل مکان خام واقعہ محلہ چھپاں جس کی زمین ۱۲ مرلہ اور مالیت موجودہ تقریباً پندرہ سو ۱۵۰۰ روپیہ ہے۔ کاتب بندہ زمان شاہ مثلخواں صاحب ڈویژنل افیسر چکوال بقلم خود۔ گواہ شد۔ راجہ محمد علی صاحب تحصیلدار تحصیل چکوال۔ علی محمد بقلم خود۔ العبد کرم الدین ولد احمد موصی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد سید فخر الدین صاحب سب اورسیر چکوال۔

مجلس مشاورت کے متعلق اعلان

حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ اعلان کیا جاتا ہے کہ مجلس مشاورت امسال بتاریخ ۱۶-۱۷ اپریل ۲۷ء کو ہوگی جو انجمنہائے بیرونی سے کوئی معاملہ مجلس مشاورت میں پیش کرنا چاہیں۔ وہ پرائیوٹ سکریٹری صاحب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے پاس بھیجدیں!

۲۔ جماعتہائے بیرونی کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنی اپنی سالانہ کارروائی کی رپورٹیں مختصر مگر تمام ضروری واقعات پر مشتمل دفتر ناظر اعلیٰ میں آخر مارچ ۲۷ء تک براہ راست بھیجدیں جس ترتیب سے یہ رپورٹیں میرے دفتر میں موصول ہوں گی اسی ترتیب سے میری رپورٹ میں ان کا ذکر ہوگا۔

۳۔ مجلس مشاورت کے متعلق دیگر تمام کارروائیاں اور اعلان پرائیوٹ سکرٹری صاحب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی طرف سے ہونگی۔ لہذا جماعتیں ان سے خط و کتابت کریں۔ قائمقام نا

بالکل بے تعصب اردو زبان کی نرالی تصنیف ۱۲/

قران اعظم سے آگون کا ثبوت۔ ہندو قوم نے جس طریقہ سے آگون کو مانا ہے۔ وہ غلط ہے۔ عبادت کا طریقہ امرنے کے بعد ہندو مسلمانوں کی روح کا کیا حشر ہوتا ہے روح مسلمان ہے یا جسم، کب تقدیر بدلتی ہے۔ اور کب نہیں بدلتی۔ کون مشرک اور بت پرست نہیں ہے۔ خدا اور بندہ کا کیا تعلق ہے۔ کاتب تقدیر کون ہے۔ عالم صغیر اور عالم کبیر کہاں ہے۔ خواب اچھا اور برا کیوں ہوتا ہے۔ قبر سے روح کا کیا تعلق ہے۔ کیا تعلق رہتا ہے کب حشر یعنی جنم نہیں ہوتا۔ کون دعا بیکار ہے۔ صفحہ ۲۱۶ معہ فوٹو مصنف قیمت ۱۲/ دیگر فالنامہ زندگی جفر دیکھکر ہر کام کرو نقصان نہ ہوگا۔ قیمت ۴/

ملنے کا پتہ غلام محمد سرور خان قلندری مالک ہوٹل قطب روڈ دھلی

قران شریف کا ترجمہ سیکھنے والوں کیلئے خوشخبری ۲/۸

صاحبو! میں نے ایک تفسیر ربانی نامی قران شریف کی لکھی ہے۔ جو تیس پاروں کی مکمل ہو چکی ہے۔ اور اب پارہ پارہ کی صورت میں چھپ رہی ہے۔ جس کا پہلا۔ دوسرا تیسرا پارہ چھپ گیا ہے۔ چوتھا چھپ رہا ہے۔ اسی طرح باقی بھی یکے بعد دیگرے چھپتے جاینگے تفسیر ربانی کی طرز یہ ہے۔ کہ پہلے قران شریف کی ہر آیت کے ہر ایک لفظ یعنی اسم فعل وحرف کا اردو میں اصلی معنی صرف و نحو ولغات کے لحاظ سے کیا۔ پھر اسی لفظ کا آخر میں وہ مرادی معنی لکھا۔ جو آیت میں لکھا جائیگا۔ پھر ان تمام لفظوں کو اکٹھا کر کے آیت بنایا۔ اور اس آیت کا لفظ بلفظ علیحدہ علیحدہ اردو میں ترجمہ کیا۔ اور بعد میں اس آیت کا شان نزول حدیث وتفسیر کی معتبر کتابوں سے نکال کر لکھا۔ اور موقعہ مناسب مخالفوں کے اعتراضات کے جواب بھی لکھے۔ ہر پارہ کی چھپائی لکھائی صحیح وخوشخط کاغذ عمدہ سفید ہے۔ قیمت فی پارہ ۸ر محصول بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ سید محمد حسین احمدی منشی فاضل مصنف تفسیر ربانی لاہور ضلع گوجرانوالہ

کیا آپکا گھر ان کتابوں سے خالی ہے

ماں بچے کی نگہداشت بچوں کی بے وقت موت پر ماں باپ کو سر پکڑ کر رونے کی بجائے۔ اس غم کا علاج کرنا چاہیئے۔ زچاؤں کی صحت سے بے پروائی اور بچوں کی تربیت سے غفلت برتنے نے خانہ داروں کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے۔ لیکن یہ بیجا رہبر ثابت ہوگا۔ بہت مقبول ہوا ہے۔ سال بھر میں دوسرا ایڈیشن قریب الختم ہے۔ قیمت ۶/

رفیق زمیندار۔ بلکہ ہر شخص کا بہترین رہبر ہر گھر میں مویشی پلتے ہیں سبزی کی کیاریاں کس بچے لگاتے ہیں۔ روپیہ ہر شخص کو جوڑنے کا شوق ہوتا ہے۔ بیماریوں سے بچنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ معلومات کے خزانہ دیکھکر ہر ایک شخص خوش ہوتا ہے۔ پس یہ کتاب ان باتوں کا بے مثل گنجینہ ہے۔ بہت پسند کی جارہی ہے۔ قیمت ۸ر پتہ مولوی محمد قمر مہتمم سرمایہ اطفال گڑگانوہ

اللہ شافی

سانپ اور بچھو کے کاٹنے سے مت ڈرو

چونکہ قرص دافع زہر بچھو وسانپ تیار ہوگئے ہیں

کیونکہ موسم گرما میں بچھو اور سانپ کی کثرت ہو جاتی ہے جس کے باعث اکثر لوگ ان کے کاٹے ہوئے زہریلے اثر سے پریشان پھرا کرتے ہیں۔ اور بروقت کسی مجرب دوا کے نہ ملنے کے جھاڑ پھونک کروانے پر مجبور ہوتے ہیں لیکن پھر بھی ان کی تکلیف میں کوئی خاص کمی نہیں ہوتی ہے لہذا پبلک کے نفع وآرام کی خاطر یہ قرص جو کہ سانپ اور بچھو کے زہریلے اثر کو دور کرنے میں نہایت مجرب ثابت ہوئے ہیں۔ اور جن کے لگاتے ہی زہریلا اثر دور ہو کر آرام ہونے لگتا ہے مشتہر کئے ہیں۔ پس ایسی نفع بخش دوا ہر ایک بال بچے والے گھر میں ہونا باعث آرام ہے۔ تاکہ وقت بے وقت رات بے رات کام آئے۔

قیمت۔ ۱۲ قرص (ٹکیہ) کی دعہ ۱ر معہ ترکیب استعمال خرچ پارسل ذمہ خریدار۔

نوٹ۔ فرمائش کے ہمراہ ٹکٹ لفافے میں بند کر کے روانہ فرما دیجئے ورنہ تعمیل نہیں کی جائیگی۔

المشتھر

منیجر شفاخانہ سعادت منزل متعلقہ حکیم میر سعادت علی صاحب

معالج امراض کہنہ متصل چوک سیاں شاہ علی بنڈہ حیدرآباد دکن

KHILAFAT LIBRARY

شہرہ آفاق و تیر بہدف دوائیں

اگر آپ میں کسی قسم کی دماغی یا جسمانی کمزوری ہے۔ تو آپ فوراً ہی اکسیر البدن کا استعمال شروع کر دیں۔ جو جملہ جسمانی و دماغی کمزوریوں کے لئے آج ایک ہی اکسیر تسلیم کی گئی ہے قیمت ایک ماہ کی خوراک پانچ روپیہ (ہ صہ)

اگر آپ کی پیاری آنکھیں کسی عارضہ میں مبتلا ہیں۔ تو آپ کو آج سے ہی موتیوں کے سرمہ کا استعمال شروع کر دینا چاہیئے۔ جو جملہ امراض چشم کے لئے تریاق مانا گیا ہے۔ قیمت ایک تولہ دو روپے آٹھ آنہ (عہ)

اگر آپ کے دانتوں میں کوئی بیماری ہے۔ یا آپ ہمیشہ اپنے دانت صاف ستھرے اور بیماری سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ تو پھر آپ کو بہت جلد موتی دانت پوڈر کا استعمال شروع کر دینا چاہیئے۔ جو جملہ امراض دندان کے لئے ایک ہی دوا تسلیم کی گئی ہے۔ قیمت دو اونس کی شیشی ایک روپیہ

اگر آپ کے معدہ میں کوئی عارضہ ہے۔ تو آپ کو آج سے ہی اکسیر معدہ کا استعمال شروع کر دینا جو جملہ عوارض معدہ کے لئے تریاق و رقوت ہاضمہ کو بڑھانے کے لئے اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ قیمت دو اونس کی شیشی دو روپیہ

المشتہر

منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

کیمیکل گولڈ سنہری لہریہ دار چوڑیاں

ان کو کاریگر نے اس خوبصورتی سے بنایا ہے۔ کہ ہاتھ چوم لینے کو جی چاہتا ہے۔ پانچسو روپیہ کی چوڑیاں بنوا کر انکے سامنے رکھدو پھر دیکھو کونسی خوبصورت اور قیمتی معلوم ہوتی ہیں۔ تجربہ کار ساہوکار بھی یکایک نہیں بتا سکتا۔ کہ یہ سونے کی نہیں جہاں دکھائیے۔ انہیں کوئی دو سو روپیہ سے کم نہیں بتا سکتا کسی قسم کی چوڑیاں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ ان کو ہاتھوں میں پہنا کر ان کی بہار دیکھئے۔ گھڑی گھڑی میں ایک نئی طرز دیکھیئے۔ دو چار الگ ہو جائیں تو پھول پتی معلوم ہوتی ہیں اور سب مل گئیں تو عمدہ قسم کی بیل معلوم ہوتی ہیں۔ اور سب الگ ہو جائیں تو لہریہ پڑ جاتا ہے۔ انکو پہنکر عورتیں عورتوں میں بیٹھیں۔ تو وہ عورتیں جو زیورات سونا چاندی پہنتی ہیں انہیں دیکھکر دنگ رہ جائیں گی۔ اور کہیں گی ہمیں بھی منگا دو سب کی نظر ان پر پڑے تو کوئی بات نہیں۔ چمک دمک رنگ ان چوڑیوں کا مثل سونے کے چمکتا رہتا ہے قیمت ایک سٹ ۱۲ چوڑیوں کا دام ۹/۱۲

KHILAFAT LIBRARY

تار کا پتہ "ریاست" دہلی — THE RIYASAT DELHI — ٹیلیفون نمبر ۵۲۷

ہندوستان کا بہترین باتصویر ہفتہ وار اخبار

ریاست دہلی

ایڈیٹر دیوان سنگھ مفتون

جلد | ہر سنیچر کو ہندوستان کے دار السلطنت دہلی سے شائع ہوتا ہے | نمبر

اردو جرنلزم میں انقلاب

"ریاست"

کیوں ہندوستان بھر میں بہترین اردو اخبار ہے؟

اس لئے کہ

(۱) "ریاست" ہندوستان بھر میں واحد باتصویر ہفتہ وار اخبار ہے۔
(۲) "ریاست" کو سب اخبارات سے زیادہ اچھا کاغذ لگایا جاتا ہے۔
(۳) "ریاست" کی چھپائی تمام اخبارات سے بہتر ہے۔
(۴) "ریاست" تمام اخبارات سے زیادہ شاندار ہے۔
(۵) "ریاست" کی ضخامت تمام اخبارات سے زیادہ ہے۔
(۶) "ریاست" میں تمام اخبارات سے زیادہ ریڈنگ میٹر دیا جاتا ہے۔
(۷) "ریاست" تمام اخبارات سے زیادہ دلچسپ ہے۔

ان وجوہ کے باعث

"ریاست"

تمام مذاہب و اقوام میں محبوب و ہر دلعزیز ہے۔

اگر آپ

انگریزی کے اعلیٰ اخبارات و رسائل کے مقابلہ پر اردو اخبار چاہتے ہیں

تو

ایک کارڈ بھیجکر اس پتہ سے نمونہ مفت منگائیے۔

منیجر "ریاست" دہلی

لوکل ایجنٹوں اور ریلوے سٹیشنوں پر بک سٹالوں سے بھی ملسکتا ہے